قربانی

کے احکام و مسائل

مع سوالات و جوابات

مُصنِّف: شیخ ارشد بشیر عمری مدنی

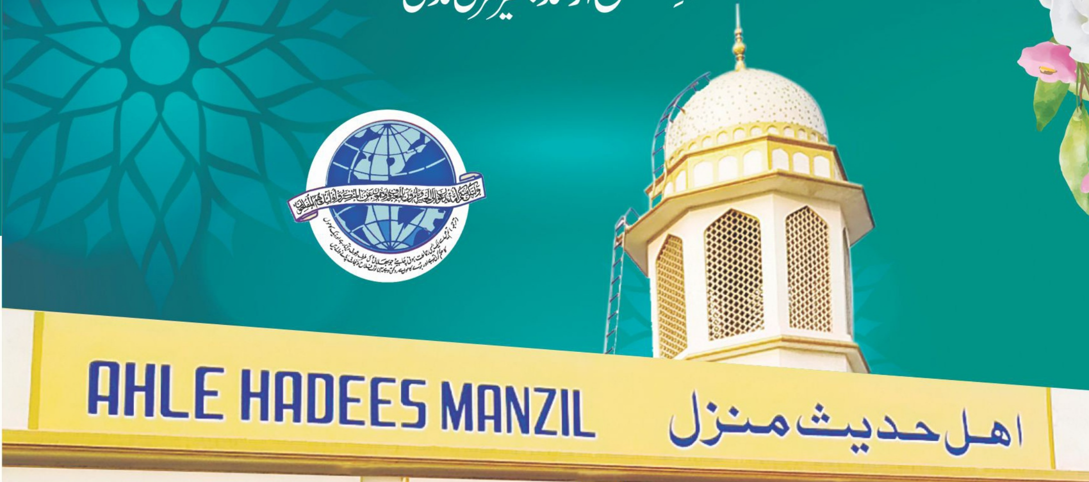

ناشر: صوبائی جمعیت اہل حدیث، مہاراشٹر

دفتر: اہل حدیث منزل، گولڈن نگر، مالیگاؤں (ناسک)

9372354575
9370725858

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قربانی

کے احکام و مسائل

مع سوالات و جوابات

مُصنِّف: شیخ ارشد بشیر عمری مدنی

ناشِر

صوبائی جمعیت اہل حدیث، مہاراشٹر

دفتر: اہل حدیث منزل، گولڈن نگر، مالیگاؤں (ناسک)

9372354575 - 9370725858

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	اضحیہ، عقیقہ، ولیمہ، ہدی، دَم اور ذبیحہ کا مطلب	3
2	قربانی کا حکم	3
3	قربانی کی فضیلت	5
4	قربانی کے جانور کی عمر	6
5	جانور کی عمر پہچاننے کا طریقہ	7
6	کون سے جانور کی قربانی جائز ہے	8
7	کن دنوں میں یہ قربانی ہو	10
8	جانور کی صفت کیا ہونی چاہئے	12
9	ذبح کے آداب اور قربانی کی دُعا	14
10	قربانی سے متعلق بعض اہم سوالات	20

۱ اضحیہ، عقیقہ، ولیمہ، ہدی، دم اور ذبیحہ کا مطلب

☆ عربی زبان میں ''اضحیہ'' اِس قربانی کو کہا جاتا ہے جو قربانی کے دنوں یا عیدالاضحیٰ کے موقع پر کی جاتی ہے۔(عام طور پر عوام الناس میں عیدالاضحیٰ کو عیدالضحیٰ کہا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔)

☆ نومولود کی پیدائش کے موقع پر ذبح کئے جانے والے جانور کو''**العقیقة**'' کہتے ہیں۔

☆ ولیمہ کے موقع پر ذبح کئے جانے والے جانور کو''**ولیمة**'' کہتے ہیں۔

☆ حج تمتع ہو یا حج قران کی ادائیگی کے موقع پر ذبح کئے جانے والے جانور کو''ھدی'' کہا جاتا ہے۔

☆ اسی طرح حج کے دوران حج کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کی صورت میں ذبح کئے جانے والے جانور کو''دَم'' کہا جاتا ہے۔

☆ اور معمول کے ایام میں ذبح کئے جانے والے جانور کو''ذبیحہ'' کہا جاتا ہے۔

۲ قربانی کا حکم

عید کے موقع پر کی جانے والی قربانی کے بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، بعض واجب اور بعض سُنّت مؤکدہ کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ مشہور حسن آل سلمان اور سلف ائمہ میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی واجب ہے اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ یہ سنّت موکدہ ہے۔ اِس بارے میں عمر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایتیں آئی ہیں کہ وہ جان بوجھ کر قربانی نہیں دیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ یہ واجب یا فرض نہیں ہے، اور یہ روایتیں صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہیں، اِس لئے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اِس کا حکم سنّت موکدہ ہے، البتہ دوسرے علمائے کرام جیسے امام ابن تیمیہ اور دیگر نے یہ قید لگائی ہے کہ اگر کسی کے پاس قربانی دینے کی استطاعت ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ قربانی دے ورنہ گناہ گار ہوگا۔ تو بہر حال یہ ایک عمومی حکم ہے کہ وہ سنّت موکدہ ہے، لیکن جس کے پاس مال کی فراوانی ہو وہ سستی سے کام لے رہا ہو تو اس کے بارے میں شیخ عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ بن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا شخص قربانی کو معمولی نہ سمجھے، کیونکہ بعض کبارِ علماء نے اس

کو واجب تک کہا ہے، لیکن ہم یہ کہیں گے اِس بارے میں سخت تاکید آئی ہے، کیونکہ کسی کے پاس بہت مال ہو اور وہ اس کے خرچ اور ضرورت سے زائد ہے اور بلا مشقت قربانی کر سکتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ قربانی کرے، لیکن ایسا آدمی سستی اور کاہلی اور لاپرواہی اور غفلت کی بناء پر قربانی چھوڑ رہا ہے، تو اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس بارے میں سخت تاکید وارد ہوئی ہے، بالخصوص اگر وہ استطاعت رکھتا ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: ”جو آدمی استطاعت رکھے اور قربانی نہ دے تو اس کو چاہئے کہ وہ ہمارے مصلے (عیدگاہ) کے قریب بھی نہ آئے۔“ اِس حدیث کے بارے میں سنّت موکدہ کہنے والے علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ بہرحال ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ اگر یہ واجب یا فرض ہوتا تو ان کبارِ صحابہ نے قربانی کو کیوں ترک کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ واجب یا فرض نہیں ہے بلکہ سنّت موکدہ ہے اور سخت تاکید بڑھ جاتی ہے اس شخص کے حق میں جس کے پاس مال کی فراوانی ہے۔

فقد صح عن ابی بکر و عمر و غیرھما انھم کانوا لا یضحون،
کراھیۃ ان یظن الناس وجوبھا

سیّدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عید کی قربانی نہیں کرتے تھے، اِس لئے کہ لوگ کہیں اسے واجب ہی نہ سمجھ لیں۔

جیسے کہ بیہقی نے ”معرفۃ السنن والآثار“ (14/16) اثر نمبر: (18893) میں نقل کیا ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ سَرِیحۃ قَالَ: اَدْرَکْتُ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَکَانَ لِیْ جَارَیْنِ وَکَانَا لَا یُضَحِّیَانِ

”ابوسریحہ کہتے ہیں: مَیں نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو پایا، آپ
دونوں میرے پڑوسی تھے، آپ عید کی قربانی نہیں کیا کرتے تھے۔“

اس اثر کو بیان کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

قَالَ البیہقی بعدہ: ” وَرُوِّینَا فِیْ کِتَابِ السُّنَنِ مِنْ حَدِیثِ سُفْیَانَ بْنِ سَعِیدٍ الثَّوْرِیِّ، عَنْ اَبِیهِ وَمُطَرِّفٍ، وَاِسْمٰعِیلَ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، وَفِیْ بَعْضِ حَدِیْثِهِمْ: کَرَاهِیَةَ اَنْ یُقْتَدٰی بِهِمَا“

(شیخ البانی رحمہ اللہ نے: اِرواء الغلیل: 4/355 میں اس اثر کی سند کو صحیح قرار دیا۔)

''ہم کتاب السنن میں روایت بیان کر چکے ہیں کہ سفیان بن سعید ثوری اپنے والد سے وہ مطرف اور اسمٰعیل سے وہ دونوں شعبی سے اس اثر میں کچھ اضافہ بیان کرتے ہیں کہ: [ابوبکر عمر اس لیے قربانی نہیں کرتے تھے کہ] کہیں ان کی اقتدا نہ کی جانے لگے۔''

۳ قُربانی کی فضِیلت

اور قربانی کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری ضعیف احادیث عوام میں بہت عام ہیں کہ ''قیامت کے دن پل صراط پر سے گزرتے وقت قربانی کا جانور آئے گا اور قربانی دینے والا فرد اس پر سواری کر کے اِس پُل پر سے گزر جائے گا۔'' لہٰذا اچھے جانور کی قربانی کرنا چاہیئے، یاد رہے کہ اس قسم کی احادیث ضعیف ہیں، اور اسی طرح یہ حدیث بھی ضعیف ہے کہ جانور کے ہر بال کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی، قربانی کی فضیلت کے لیے اِتنا ہی کافی ہے کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنّت ہے، جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے قربانی کی تیاری مکمل کر لی، باپ بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار ہے اور بیٹا اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے تیار ہے، جب چھری چلانے کا وقت آیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنّت سے ایک دُنبہ نازل کیا اور اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا، اِس سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ ایک عظیم سنّت ہے اور قرآن مجید میں سورہ حج میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اعلان کیا کہ

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ
عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ (سورۃ الحج:۲۸)

''اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں، یعنی جانوروں پر جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔''

(چوپائے جو حلال ہیں) کے بارے میں جس انداز سے گفتگو آئی ہے کہ لوگ ان سے فائدے اُٹھائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں، تو اس سے اِس قربانی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور اسی طرح وہ شخص جو عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دے تو اس کی قربانی قبول

نہ ہوگی، تو اس سے قربانی کے وقت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، اور قربانی کے وقت کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ ﴿۳۷﴾

"اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ اِن کے خون بلکہ
اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔" (سورۃ الحج)

قربانی کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے یہ آیتیں کافی ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قربانی کا بہت اہتمام کیا، اور اس کا حکم بھی دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قولی، فعلی اور تقریری ہر اعتبار سے یہ عمل ثابت ہے۔ اس کی فضیلت کے لیے اِتنا کافی ہے، اور قرآن مجید میں کہا گیا کہ "فصل لربك وانحر" کہ تم پہلے نماز قائم کرو اور بعد میں قربانی دو، یعنی پہلے عید کی نماز پڑھنا ہے اور اس کے بعد قربانی دینا ہے۔

۴ قُربانی کے جانور کی عُمر

قربانی کے جانور کی عمر کے تعلق سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشادات منقول ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ"

(صحیح مسلم/قربانی کے احکام ومسائل/باب: قربانی کی عمر کا بیان حدیث نمبر 5082)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مت ذبح کرو قربانی میں مگر مسنہ (جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو) البتہ جب تم کو ایسا جانور نہ ملے تو دُنبہ کا جذعہ کرو۔" (جو چھ مہینہ کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)۔

فتح الباری میں امام ابن حجر رحمہ اللہ اور المجموع میں امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ: "مسنۃ" کو اگر اسن یسن سے یعنی "السن" (عمر) سے مراد لیں تو عمر والا جانور

ذبح کرنا ہوگا، اور اگر اس کا معنیٰ ''سن'' (دانت) سے مراد لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ جانور جس کے دانت نکل آئیں، اور کون سے دانت مراد ہیں تو وہ جانور جس کے دودھ کے دانت جھڑ کر ہڈی کے دانت نکل آئیں، کیونکہ جانور جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے باریک باریک دانت ہوتے ہیں اور یہ دانت جانے کے بعد ہڈی کے دانت نکل آتے ہیں، یہ عموماً جانور کے منہ کے بالکل سامنے والے دو دانت واضح طور پر نظر آتے ہیں ان دانتوں سے بآسانی جانور کی عمر پہچان میں آجاتی ہے۔ اب عمر کے بارے میں ساری دُنیا کے سائنس داں اور جانوروں کے ڈاکٹروں نے بہت ساری ریسرچ کے بعد یہ کہا کہ جانور کے عمر کی پہچان کا ایک ہی صحیح طریقہ ہے اور وہ ہے جانوروں کے دانت! اور ہمارے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے 14 سو سال پہلے ہی اس کو واضح کر دیا تھا کہ جانوروں کے عمر کی پہچان، جانوروں کے دانت سے ہوتی ہے۔

۵ جانور کی عمر پہچاننے کا طریقہ

مختلف جانوروں کے ہڈی کے دانت کس عمر میں آتے ہیں تو پانچ سال کی عمر میں اونٹ کے دودھ کے دانت گر کر ہڈی کے آجاتے ہیں۔ گائے کے بچے کے دانت آنے میں دو سال لگ جاتے ہیں، اور اگر آپ بکرا، مینڈھا یا دُنبہ یا پوٹلہ وغیرہ کو لیں تو ان کے لیے مکمل ایک سال لگ جاتا ہے، جس میں ان کے ہڈی کے دانت آجاتے ہیں۔ اس لئے علمائے کرام نے یہ بات جاری کی ہے کہ بکرے کی عمر کم از کم مکمل ایک سال ہو، لیکن اگر اختلاف ہو تو وہاں پر آپ ایک سال کی عمر کو نہیں دیکھیں گے بلکہ اس کے دانت کو دیکھ کر جانور کا سودا کریں گے، اور اسی طرح سے گائے نر ہو یا مادہ، مذکر ہو یا مونث تو اس کے لیے عمر بتائی گئی ہے کہ کم از کم دو سال مکمل ہو جائیں، اور اونٹ کے لیے متعینہ عمر پانچ سال ہو، جبکہ بکرا یا بکری اور مینڈھا یا مینڈھی کی عمر یہ ہے کہ وہ ایک سال مکمل کر کے دوسرے سال میں داخل ہو جائیں۔ ان تمام جانوروں کو مسنۃ کہتے ہیں۔ مسنۃ سے پہلے ایک ''جذعۃ'' ہوتا ہے، یعنی وہ جانور جس کے دودھ کے دانت ابھی پوری طرح سے نہیں گرے لیکن دیکھنے میں بہت بھاری بھر کم اور موٹا تازہ نظر آتا ہو، اس جانور کی قربانی نہیں ہو گی لیکن اگر ایسا جانور مینڈھا یا مینڈھی کی قسم سے ہو تو جائز ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اگر

تمہیں مشکل ہو جائے اور بازار میں مسنّہ موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں مینڈھا جذعہ جائز ہو سکتا ہے اور دیکھنے میں بھی بھاری بھر کم نظر آئے کیونکہ شیخ العثیمین رحمہ اللہ اور فتح الباری میں شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

٦ کون سے جانور کی قربانی جائز ہے

پھر اس کے بعد ترتیب کے لحاظ سے وہ کون سے جانور ہیں جو قربانی کے لائق ہیں یا کون سے ایسے جانور ہیں جن کی قربانی نہیں دی جا سکتی، اگر قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فرمان:

لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ
عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (سورۃ الحج:٢٨)

”اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں، یعنی جانوروں پر جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔“

میں بہیمۃ الانعام کا ذکر کیا یعنی وہ جانور جو چوپائے کی قبیل میں آتے ہیں، چوپائے میں ہر چار پیر والے جانور شامل نہیں، بلکہ ان میں سے آٹھ جانور ہیں جن کا ذکر سورۃ الانعام آیت نمبر 143,144 میں موجود ہے۔

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ
إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ
آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ
أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٤﴾

”(پیدا کیے) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم آپ کہئے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہوں؟ تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتاؤ اگر سچے ہو (143) اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم آپ کہئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہوں؟ کیا تم حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم دیا؟ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے، تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔ (144)

یعنی بکرا بکری نر اور مادہ مینڈھا یا مینڈھی اور اونٹ یا اونٹنی اور اسی طرح گائے یا بیل، گائے میں نر اور مادہ دونوں بھی قربانی کے لائق ہے، لیکن بعض جگہ حالات الگ ہوتے ہیں جیسے ہندوستان میں کہ گائے کی قربانی پر یہاں کے غیر مسلم حضرات ناراض ہوتے ہیں، اور اسلام میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم گائے ہی کی قربانی دیں تو ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا، حالات کے پیش نظر بکرا یا مینڈھا کی قربانی دے کر بھی ہم اپنی قربانی کرتے ہوئے عیدالاضحیٰ منا سکتے ہیں، اور اگر ہمارے ہم وطن غیر مسلم بھائیوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے تو ہم کو ہٹ دھرمی نہیں کرنی چاہئے۔ علمائے کرام اور حکماء نے نصیحت کی ہے کہ ان مقامات پر جہاں فسادات کا قوی امکان ہو یا وہاں پر جان و مال اور عزت و آبرو کا خطرہ ہو سکتا ہو تو وہاں پر سختی سے اس بات کا خیال رکھیں کہ گائے ذبح نہ کی جائے۔

کن جانوروں کی قربانی نہیں ہوگی؟

ایسے بہت سے جانور ہیں جو کہ ہم پر حلال ہیں لیکن ان کی قربانی نہیں کی جا سکتی ہے جیسے کہ مرغی، ہرن، خرگوش وغیرہ وغیرہ، کیونکہ یہ بہیمۃ الانعام میں سے نہیں ہیں اور بہیمۃ الانعام ” ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ “ کی تشریح کی جا چکی ہے۔

۷ کن دِنوں میں یہ قُربانی ہو

یعنی کہ دنوں کی رعایت بھی کی جانی چاہیے، ورنہ قربانی قبول نہ ہوگی۔ اگر مخصوص قربانی کے ایام میں قربانی نہ دے اور دوسرے ایام میں قربانی دے تو وہ اور قربانی شمار ہوگی، ذوالحجہ کی قربانی شمار نہیں ہوگی جو کہ ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے۔ اگر آپ کو ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کو پانا ہے تو خاص ایام کا خیال رکھنا واجب ہے۔ اِس قربانی کا وقت عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر تیرہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے تک جاری رہتا ہے، گویا کہ اس طرح دسویں ذی الحجہ کا مکمل دن جس کو **یوم النحر** کہا جاتا ہے اور اس کے علاوہ 13,12,11 ذی الحجہ تک کے دنوں کو ایام التشریق کہا جاتا ہے، ان دنوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: **”عید نایا اھل الاسلام“**

کہ یہ ہمارے عید کے دن ہیں اے اسلام کے ماننے والو!

”عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَاَيَّامُ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ، وَهِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ“

سنن ترمذی/ کتاب: روزوں کے احکام ومسائل/ باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی حرمت کا بیان۔ حدیث نمبر 773، صحیح ابی داوٗد (2090)، الارواء (130/4)، سنن ابی داوٗد/ الصیام 49 (2419)، سنن النسائی/ المناسک 195 (3007)، تحفۃ الاشراف: 9941)، سنن الدارمی/ الصوم 47 (1805)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابی داوٗد (2090)، الارواء (130/4) میں صحیح قرار دیا۔

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق ہماری یعنی اہل اسلام کی عید کے دن ہیں، اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔“

اور اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ” **اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ الله** “ یہ دن

کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

اور اسی طرح قرآن مجید میں ان دنوں کو''ایام معدودات'' سے تعبیر کیا گیا ہے، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

''ایامِ معلومات'' کی دو الگ الگ تشریحات آئی ہیں:

(۱) ایک تشریح یہ ہے کہ شروع کے دس دن یعنی یکم ذی الحجہ سے لے کر 10 ذی الحجہ تک ایام معلومات ہیں۔

(۲) دوسری تشریح جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے کہ ایام معلومات سے مراد ایام التشریق ہے۔

لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ

عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ (سورۃ الحج:۲۸)

بھیمۃ الانعام کے کونٹسٹ (سیاق) میں ایامِ معلومات کا ذکر سے مراد ایام التشریق ہے، تو دسویں ذی الحجہ کے دن عید کی نماز پڑھنے کے بعد سے 13 ذی الحجہ کے سورج غریب ہونے تک قربانی کی جاسکتی ہے، اگر اس سے پہلے یا بعد کوئی قربانی کرے تو وہ عام قربانی شمار ہوگی۔ عیدالاضحیٰ کی قربانی شمار نہیں ہوگی، اور اِس بارے میں واضح طور پر صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جیسے سنن البیہقی، صحیح ابن حبان اور خاص طور سے صحیح الجامع الصغیر حدیث نمبر 4537 جس کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے کہ:

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

قال:''کل ایام التشریق ذبح''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''تمام ایام تشریق ذبح کے ہیں۔''

یہ حدیث سیّدنا جبیر بن مطعم، سیّدنا ابوسعید خدری یا سیّدنا ابوہریرہ اور ایک اور صحابی رسول رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

سلسلہ احادیث صحیحہ، حج اور عمرہ، تمام ایام تشریق، ایام ذبح ہیں، حدیث نمبر:2476، صحیح الجامع:4537

۸ جانور کی صِفت کیا ہونی چاہیئے

جانور کیسا ہو، کن عیوب سے وہ خالی ہو، کون سا جانور ہے جس کی قربانی نہیں کی جاسکتی تو اِس بارے میں ایک حدیث وارد ہے کہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذبح کردہ دو بکروں کی صفت کچھ اِس طرح بیان کی گئی ہے:

عَنْ اَنَسٍ: "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ"

صحیح بخاری/ کتاب: قربانی کے مسائل کا بیان/ باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینگ والے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ حدیث نمبر: 5554۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بکرے بڑے بڑے بھاری بھرکم قیمتی اور دیکھنے میں بڑے خوبرو، بڑے سینگ والے تھے اور مزید تفصیل یہ تھی کہ وہ بکرا دیکھتا تھا کالے میں، چلتا تھا کالے میں اور بیٹھتا تھا کالے میں:

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: "ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ، فَحِيْلٍ يَاكُلُ فِيْ سَوَادٍ، وَيَمْشِيْ فِيْ سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ"

سنن ترمذی/ کتاب: قربانی کے احکام ومسائل/ باب: کس قسم کے جانور کی قربانی مستحب ہے؟ حدیث نمبر 1496۔ سنن ابی داوٗد/ الاضاحی 4 (2796)، سنن النسائی/ الضحایا 14 (4395)، سنن ابن ماجہ/ الاضاحی 4 (1328)، (تحفۃ الاشراف: 4297)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ (3128) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینگ والے ایک نر

مینڈھے کی قربانی کی، وہ سیاہی میں کھاتا تھا، سیاہی میں چلتا تھا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ اس کے آنکھ کے اطراف میں کالا رنگ تھا، اور اسی طرح اِس کے پیروں میں اور دُم کے پاس کے حصے میں اور پیٹ پر کالا پن موجود تھا، الغرض ہر اعتبار سے اچھا جانور لیں قیمتی اور بھاری بھرکم اور خوبصورت جانور کا انتخاب کریں، اور احادیث شریفہ میں عیوب سے خالی جانور کی تفصیلات بھی ملتی ہیں۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ، قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَامِلِي أَقْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ، فَقَالَ: أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تَنْقَى، قَالَ: قُلْتُ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ، قَالَ: مَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ، وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ

سنن ابی داود/ کتاب: قربانی کے مسائل/ باب: قربانی میں کون سا جانور مکروہ ہے۔
حدیث نمبر: 2802/ حکم البانی: صحیح: حدیث متعلقہ ابواب: کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

عبید بن فیروز کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: کون سا جانور قربانی میں دُرست نہیں ہے؟ تو آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، میری اُنگلیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنگلیوں سے چھوٹی ہیں اور میری پوریں آپ کی پوروں سے چھوٹی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار اُنگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا: ”چار طرح کے جانور قربانی کے لائق نہیں ہیں، ایک کانا جس کا کانا پن بالکل ظاہر ہو، دوسرے بیمار جس کی بیماری بالکل ظاہر ہو، تیسرے لنگڑا جس کا لنگڑا پن بالکل واضح ہو، اور چوتھے دُبلا بوڑھا کمزور جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو“، میں نے کہا: مجھے قربانی کے لیے وہ جانور بھی بُرا لگتا ہے جس کے دانت میں نقص ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو تمہیں ناپسند ہو اس کو چھوڑ دو لیکن کسی اور پر اس کو حرام نہ کرو“ ابوداود کہتے ہیں: (لَا تَنْقَى کا مطلب یہ ہے کہ) اِس کی ہڈی میں گودا نہ ہو۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ’’ **البین عورھا** ‘‘ کہ اس کی آنکھ کا اندھا پن دیکھنے ہی میں نظر آجائے اور یہ عیب اُبھر کر آجائے ،لیکن اگر آنکھ کے پاس تھوڑا سا چھڑا یا گوشت نکلا ہوا ہے تو ایسے معمولی عیب معاف ہیں ایسا جانور خریدا جاسکتا ہے ، مطلب یہ ہے کہ واضح عیوب رکھنے والا جانور ہوتو ایسا جانور قربانی کے لائق نہیں ہے۔’’ **البین مرضھا** ‘‘ کہ اس کی بیماری واضح طور پر نظر آجائے ،لیکن اگر معمولی نوعیت کا مرض جیسے بعض جانوروں کو سردی وغیرہ ہوجاتی ہے، یا پھر برآمد کے دوران تھوڑا بہت مار لگ گیا ہو، پھر وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہور ہا ہو تو ایسے جانور قابل قبول ہیں ،لیکن جانور ایسا مریض ہوجائے کہ واضح طور پر چل نہیں پار ہا ہو، اور انتہائی لاغر اور کمزور ہو اور جس کی بیماری واضح نظر آرہی ہے تو ایسا جانور قربانی کے لائق نہ ہوگا، اور اسی طریقے ’’ **العرجاء** ‘‘ لنگڑا جانور جو چل نہیں پار ہا ہے لیکن اگر پہلے کبھی ہڈی ٹوٹی تھی لیکن اب وہ سیدھا بغیر لنگڑا کے چل رہا ہے تو ایسا جانور قابل قربانی ہوگا ۔ اس کے لئے جانور کو چلا کر دیکھا جانا چاہئے ۔ **العجفاء التی لا تنقی** یعنی اس کی تشریح کے بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا ایسا جانور جس کے اندر تھوڑی بھی چربی نہ ہو مطلب یہ کہ اس کے جسم کی ساری ہڈیاں نظر آرہی ہوں ، تو ایسا جانور بھی قربانی کے لائق نہیں ہے ، ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے کرام نے کئی چیزیں واضح فرمائی ہیں جیسے کہ کان مکمل طور پر کٹ گیا ہو اور لٹک رہا ہو اور جسم کا کوئی حصہ کٹ چکا ہو جس کی وجہ سے بہت ہی بُرا نظر آرہا ہو، تو ایسا جانور قابل قربانی نہ ہوگا ، لیکن اس کے برخلاف کبھی کبھی معمولی زخم اور کٹ جیسے کہ سینگ کا کونا ٹوٹا ہوا ہے، یا نشان کے طور پر کان کو سوراخ کیا جاتا ہے یا چمڑے کے اوپر کچھ حروف پہچان کے طور پر کھودے جاتے ہیں تو یہ جانور قابل قبول ہوگا ، لیکن سینگ بالکل جڑ سے اکھڑ جائے تو دیکھنے والے کو سر پر واضح داغ یا عیب نظر آجائے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔

۹ ذبح کے آداب اور قُربانی کی دُعا

جانوروں کو بے رحمی کے ساتھ کھینچتے ہوئے نہ لائیں، ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کریں اور جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے اور اسی طرح چھری کو اچھی طرح تیز کر لیں

تا کہ ذبح کرتے وقت جانور کو تکلیف نہ ہو اور جانور کو ذبح کرتے وقت ایسا لٹائیں کہ اس کے پیر قبلے کے طرف ہو اور بائیں ہاتھ سے جانور کے سر کو ایسا دبائیں کہ اس کی گردن کی رگیں واضح طور پر نظر آجائیں، اور سیدھے (دائیں) ہاتھ میں چھری ہو اور آپ کو ونڈ پائپ (ہوا کی نالی) کھانے کی نالی اور (ودجین) شہ رگیں کاٹنا ہے، اور چاقو مضبوط ہو جس سے ذبح آسانی کے ساتھ ہو اور چھرا بہت تیز دھار ہو، اور جب آپ ذبح کرنے لگیں تو اس سے پہلے آپ ''بسم اللہ'' پڑھیں کیوں کہ اتنا پڑھنا واجب ہے اور اس کے علاوہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰھُمَّ ھذا مِنْكَ وَلَكَ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ، اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ، وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

یہ سب مستحبات ہیں جن کو پڑھا بھی جاسکتا ہے اور ترک بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر آپ کو پوری دُعا یاد نہ ہو تو صرف ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' پڑھیں تو ذبح ہو جائے گا اور قربانی اِن شاء اللہ قبول ہو جائے گی۔

قربانی کی واجب دُعا بِسْمِ اللهِ

مستحب دُعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰھُمَّ ھذا مِنْكَ وَلَكَ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ، اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ، وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ ھذا مِنْكَ وَلَكَ کی دلیل

عن جابر بن عبد الله قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ ذبح یومَ الْعِیدِ كَبْشَیْنِ ،

وَفِیْهِ، ثم قال بِسْمِ اللهِ : اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ ھذا مِنْكَ وَلَكَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھے ذبح فرمائے۔ اِس حدیث میں یہ بھی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دُعا

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ هٰذا مِنْكَ وَلَكَ پڑھی۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل:1152 میں اِس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

اَللّٰهُمَّ هٰذا مِنْكَ وَلَكَ کی دلیل

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ذَبَحَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے دن سینگ دار ابلق خصی کیئے ہوئے دو دُنبے ذبح کئے، جب انہیں قبلہ رُخ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دُعا پڑھی:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ ○

”میں اپنا رُخ اِس ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں ابراہیم کے دین پر ہوں، کامل موحد ہوں، مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بیشک میری نماز میری تمام عبادتیں، میرا جینا اور میرا مرنا خالص اِس اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے، کوئی اِس کا شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے، اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی

تیری ہی عطا ہے، اور خاص تیری رضا کے لیے ہے، محمد اور اس کی اُمت کی طرف سے اسے قبول کر۔ (بِسۡمِ اللهِ : اَللّٰهُ اَكۡبَرُ) اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے، پھر ذبح کیا۔

سنن ابی داوٗد/ کتاب: قربانی کے مسائل/ باب: کس قسم کا جانور قربانی میں بہتر ہوتا ہے؟ حدیث نمبر2795، سنن ابن ماجہ/ الاضاحی 1 (3121)، (تحفۃ الاشراف: 3166)، سن الترمذی / الاضاحی 22 (1521)، مسند احمد (3/356، 362، 375)، سنن الدارمی/ الاضاحی 1 (1989) (حسن) (اِس کے راوی ابوعیاش مصری مجہول، لین الحدیث ہیں، لیکن تابعی ہیں، اور تین ثقہ رایوں نے ان سے روایت کی ہے۔ نیز حدیث کی تصحیح ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی نے کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے پہلے اسے ضعیف ابی داوٗد میں رکھا تھا، پھر تحسین کے بعد اسے صحیح ابی داوٗد میں داخل کیا) (142/8)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡ مِنِّيۡ کی دلیل

عَنۡ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوۡلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِكَبۡشٍ اَقۡرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبۡرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنۡظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ: "هَلُمِّي الۡمُدۡيَةَ"، ثُمَّ قَالَ: "اَشۡحَذِيۡهَا بِحَجَرٍ" فَفَعَلَتۡ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الۡكَبۡشَ فَاَضۡجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ: "بِسۡمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡ مِنۡ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنۡ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ" ثُمَّ ضَحَّى بِهِ

اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک مینڈھا سینگ دار لانے کا جو چلتا ہو سیاہی میں اور بیٹھتا ہو سیاہی میں اور دیکھتا ہو سیاہی میں (یعنی پاؤں اور پیٹ اور آنکھوں کے گرد سیاہ ہو) پھر لایا گیا ایک ایسا مینڈھا قربانی کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ! چھری لا۔" پھر فرمایا: "تیز کر لے اس کو پتھر سے"۔ مَیں نے تیز کر دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا اس کو لٹایا پھر اس کو ذبح کیا، پھر فرمایا: "بسم اللہ یا اللہ! قبول کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی طرف سے۔" پھر قربانی کی اِس کی۔

صحیح مسلم/قربانی کے احکام و مسائل/ باب: قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے، اسی طرح بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔حدیث نمبر5091۔

اوراس کے علاوہ جودُعائیں بتائی جاتی ہیں جیسے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَبِذٰالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

سنن ابی داوٗد/ کتاب: قربانی کے مسائل/ باب: کس قسم کا جانور قربانی میں بہتر ہوتا ہے؟ حدیث نمبر 2795،سنن ابن ماجہ/ الاضاحی 1(3121)،(تحفۃ الاشراف:3166)،سنن الترمذی/ الاضاحی 22(1521)،مسند احمد(3/356، 362، 375)،سنن الدارمی الاضاحی 1(1989)(حسن) (اس کے راوی ابوعیاش مصری مجہول،لین الحدیث ہیں،لیکن تابعی ہیں،اورتین ثقہ راویوں نے ان سے روایت کی ہے۔نیز حدیث کی تصحیح ابن خزیمہ،حاکم اورذہبی نے کی ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے پہلے اسے ضعیف ابی داوٗد میں رکھا تھا،پھرتحسین کے بعداسے صحیح ابی داوٗد میں داخل کیا)(142/8)

لیکن اگرآپ کوپوری دُعا یادنہ ہوتوصرف ”بِسْمِ اللّٰہِ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ پڑھیں توذبح ہوجائے گااورقربانی اِن شاءاللہ قبول ہوجائے گی۔لیکن اگرکوئی یہ اہم دُعا ”بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ بھول جائے توکیااِس کی قربانی قبول ہوگی کہ نہیں؟اِس بارے میں امام بخاری کے فتوی کی روشنی میں شیخ صالح الفوزان اوردوسرے علمائے کرام نے یہ کہا ہے کہ قربانی قبول ہوجائے گی،کیونکہ اِس نے جان بوجھ کرنہیں چھوڑا بلکہ بھول سے پڑھنا چھوڑ دیا ہے اوران کا استدلال ان آیات سے ہے:

وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ ط (سورۃ الانعام:121)

اورایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پراللہ کانام نہ لیا گیا ہواوریہ کام نافرمانی کا ہے۔

اسی طرح:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ج (سورۃ البقرۃ:286)

اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا۔
نیز یہ کہ اُمت محمدیہ کی وہ چیزیں جو بھول کر انجانے میں ہوجاتی ہیں وہ معاف ہوجاتی ہیں:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :
” اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ “

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے بھول چوک، اور جس کام پر تم مجبور کردیئے جاؤ معاف کردیا ہے۔“

سنن ابن ماجہ/ کتاب: طلاق کے احکام و مسائل/ باب: زبردستی یا بھول سے دی گئی طلاق کے حکم کا بیان۔ حدیث نمبر 2043، (تحفۃ الاشراف :11922) اِس حدیث کی سند میں ابوبکر الہذلی ضعیف راوی ہے، لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بناء پر اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور یہ حرمت یا گناہ اس وقت ہوتا جب جان بوجھ کر عمداً اس کا ارتکاب کیا جائے، اور بسم اللہ چھوڑ دے تو وہ ذبیحہ حرام ہوجاتا ہے اور اس کو میتۃ کے حکم میں ڈال دیا جاتا ہے، لیکن اگر وہ بھول جاتا ہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی دلیل نہیں ملتی، جبکہ بعض علماء نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ صالح الفوزان نے اپنی کتاب الاطعمۃ میں اس کی مفصل بحث کی ہے۔ بہرحال ہمیں اِس بات کی تاکید کرنی چاہئے کہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا نہ بھولیں۔ اسلامی ذبح کے تعلق سے ہمارے بعض غیر مسلم بھائیوں کا اعتراض ہے کہ ذبح کرنے کے بعد جانور تڑپتا اور تکلیف میں ہوتا ہے۔ تو اُن کے لیے یہ جواب ہے کہ وہ جانور تڑپتا نہیں بلکہ پسیجتا ہے، یعنی کہ جب یہ چار چیزیں کاٹی جاتی ہیں تو سارے جسم کی رگیں خون کو باہر کی طرف پھینکتی ہیں تو اس عمل میں جانور حرکت کرنے لگتا ہے، تو ہمیں بظاہر وہ تڑپتا ہوا نظر آتا ہے، اس طریقے سے ذبح کرنے کے بہت بڑے فوائد ہیں، کیونکہ اس طریقے سے جسم کا سارا خون باہر نکل جاتا ہے، اگر خون جسم میں ہی رہ جائے تو اس خون میں یورک ایسیڈ (Uric Acid) ہوتا ہے یہ وہی یورک ایسیڈ ہے جو پیشاب میں ہوتا ہے اور یہ تیزاب کی شکل اختیار کرتا ہے تو اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں، اگر یہ انسانی جسم میں چلا جائے تو بہت ہام فل (Harmful) سخت نقصان دہ ہوجاتا ہے، تو اِس خون سے بچنے کے لیے اسلامی طریقہ اپنایا جائے۔ لیکن اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہل مغرب نے

بہت زیادہ ریسرچ کر کے ایک طریقہ متعارف کیا ہے کہ جانور کو برقی جھٹکا (شاک) دے کر بے ہوش کرتے ہوئے مارا جاتا ہے تو وہ طریقہ آپ کیوں نہیں اپنا لیتے ،تو اس کے بارے میں بھی تحقیق اور ریسرچ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ECG , EEG کے ذریعہ بعض ڈاکٹرس نے مغربی اور اسلامی دونوں طریقوں سے جانوروں کو مشینیں لگا کر مارا تو جو رپورٹ آئی وہ یہ تھی کہ اسلامی طریقے سے ذبح کرتے وقت جو درد ہوا وہ اِتنا کم تھا کہ مشینیں اس کو کیچ (پکڑ) نہ سکیں اور نہ ریکارڈ (Record) کر سکیں ،اور جب مغربی طریقے سے برقی شاک دے کر جانور کو مارا گیا تو کافی ہیوی پین (Heavy Pain) سخت قسم کی تکلیف ریکارڈ (Record) کیا گیا،اور جب اسلامی طریقہ سے ذبح کیا جاتا ہے تو لگ بھگ سارا خون جسم سے باہر نکل جاتا ہے اور جب شاک کے ذریعہ جانور کو مارا جاتا ہے تو خون ویسے ہی رگوں میں جم جاتا ہے اور کسی بھی راستے سے باہر نہیں آتا ، نتیجے میں گوشت جلدی سڑ جاتا ہے اور عجیب قسم کی بُو باقی رہ جاتی ہے اور بیماریوں کے خدشات بہت بڑھ جاتے ہیں ،اور جب اسلامی ذبح سے جانور کی شہ رَگ کٹ جاتی ہے تو اس کو درد نہیں ہوتا،اور جان باقی رہنے کی وجہ سے دِل کام کرتا ہے اور دل سارا خون باہر پمپ کر دیتا ہے اور دماغ میں کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

۱۰ قربانی سے متعلق بعض اہم سوالات

(۱) پہلا سوال یہ ہے کہ کیا ایک بکرے کی قربانی سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے؟
جواب: الحمدللہ !اس سوال کا جواب ترمذی شریف میں موجود ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ ،قَالَ : سَأَلْتُ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ: کَیْفَ کَانَتِ الضَّحَایَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: ”کَانَ الرَّجُلُ یُضَحِّیْ بِالشَّاۃِ عَنْہُ ، وَعَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ ، فَیَأْکُلُوْنَ ، وَیُطْعِمُوْنَ حَتّٰی تَبَاھَی النَّاسُ ، فَصَارَتْ کَمَا تَرٰی“

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ مَیں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانے میں قربانیاں کیسے ہوتی تھیں؟ اُنہوں نے کہا: ایک آدمی اپنی اوراپنے گھروالوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتا تھا، وہ لوگ خود کھاتے تھے اور دوسروں کو کھلاتے تھے، یہاں تک کہ لوگ (کثرت قربانی پر) فخر کرنے لگے، اوراب یہ صورت حال ہوگئی جو دیکھ رہے ہو۔

سنن ترمذی/ کتاب: قربانی کے احکام ومسائل/ باب: ایک بکری کی قربانی گھر کے سارے افراد کی طرف سے کافی ہے۔حدیث نمبر 1505 /حکم البانی: صحیح، ابن ماجہ (3147)۔

اِس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے علمائے کرام کا متفقہ فتوی یہ ہے:

تحفۃ الاحوذی میں ہے:

''یہ حدیث اس کی صریح نص اور دلیل ہے کہ ایک بکری، آدمی اور اِس کے گھروالوں کی جانب سے کافی ہے، چاہے ان کی تعداد زیادہ ہی ہو، اور حق بھی یہی ہے۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ''زاد المعاد'' میں کہتے ہیں:

''اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ اور سنّت میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک بکری، آدمی اور اُس کے گھر والوں کی جانب سے کافی ہے، چاہے ان کی تعداد کتنی بھی زیادہ ہو۔''

اور امام شوکانی ''نیل الاوطار'' میں لکھتے ہیں:

''حق یہی ہے کہ ایک بکری، ایک گھر والوں کی جانب سے کافی ہے، چاہے ان کی تعداد سو یا اس سے بھی زیادہ ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ سُنّت سے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔' انتہی مختصراً۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ثواب میں شراکت کی کوئی حصر نہیں ہے، دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری اُمت کی جانب سے قربانی کی، اور ایک شخص اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک ہی قربانی کرتا ہے، چاہے ان کی تعداد ایک سو ہی کیوں نہ ہو۔'' انتہی۔ (13)

ملاحظہ فرمائیں: الشرح الممتع (275/5)

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایک خاندان ۲۲/افراد پر مشتمل ہے، اور آمدنی ایک ہی ہے، اور خرچ بھی ایک، اور وہ سب قربانی بھی ایک ہی کرتے ہیں، مجھے علم نہیں کہ آیا ان کے لیے یہ ایک قربانی کافی ہے یا کہ انہیں دو

قربانیاں کرنا ہوں گی؟

کمیٹی کا جواب تھا:

''اگر تو خاندان بڑا ہے اور اس کے افراد زیادہ ہیں اور وہ ایک ہی گھر میں سکونت پذیر ہوں تو ان سب کی جانب سے ایک ہی قربانی کافی ہے، اور اگر وہ ایک سے زیادہ کریں تو یہ افضل ہے۔'' انتھی

ملاحظہ فرمائیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (11/408)

امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِشَامٍ ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللهِ ، بَايِعْهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''هُوَ صَغِيرٌ ، فَمَسَحَ رَأْسَهُ ، وَدَعَا لَهُ ، وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ''

سیّدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا تھا اور ان کی والدہ زینب بن حمید ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ ! اس سے بیعت لے لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ ابھی کمسن ہے۔'' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دُعا فرمائی اور وہ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری/ کتاب: حکومت اور قضا کے بیان میں/
باب: نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا۔ حدیث نمبر 7210۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اور وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک ہی قربانی کیا کرتے تھے۔'' یہ حدیث میں مذکور عبداللہ بن ہشام ہیں۔'' انتھی۔

مستقل فتویٰ کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

میرے دو گھر ہیں جن میں پندرہ کلومیٹر کا فاصلہ ہے، اور میں قربانی کرنا چاہتا ہوں، کیا میں ہر گھر میں علاحدہ قربانی کروں یا ایک ہی گھر میں قربانی کرلوں؟

کمیٹی کا جواب تھا:

''آپ کے لیے ایک ہی قربانی کافی ہے کیوں کہ ان گھر والوں کا سربراہ ایک ہی ہے، اور اگر آپ دونوں گھروں میں علاحدہ قربانی کرتے ہیں تو یہ افضل ہے۔'' انتہی۔

ملاحظہ فرمائیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (407/11)

والد سے الگ رہائش پذیر بڑا بیٹا اپنے لیے علاحدہ سے قربانی کرسکتا ہے، کیونکہ اب یہ اپنے والد کے اہل خانہ میں شامل نہیں ہے، بلکہ وہ ایک مستقل گھر کا مالک ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے ولو بالفرض چار بھائی ہوں اور چاروں کے گھر الگ الگ ہوں یعنی ایک ہی بلڈنگ یا اپارٹمینٹ یا آس پاس رہتے ہوں اور ان کا چولہا الگ الگ ہو اور ہر کوئی اپنی اپنی زندگی گزار رہے ہوں اور چاروں استطاعت رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں چاروں کی جانب سے قربانی الگ الگ دی جائے گی، لیکن ایک ہی گھر ہے اور ایک ہی چولہا اور ہانڈی ہے اور کمانے والے بہت سارے ہوں تب تو ایک ہی قربانی کافی ہوگی، لیکن ہمارے پاس ایک رواج عام ہے مثلاً اگر گھر میں چار لوگ ہیں، تو چار بکرے خریدے جاتے ہیں اور ایک والدہ کی طرف سے ، ایک والد کی طرف سے، ایک بیٹے کی طرف سے اور ایک بیٹی کی طرف سے اور چاروں کو اس نیت سے ذبح کیا جاتا ہے کہ ہر ایک کا الگ بکرا ہے، لیکن اگر ہم چاروں بکرے اس نیت اور دعا اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ کے ساتھ ذبح کریں کہ اے اللہ! یہ قربانی قبول فرما میری طرف سے اور میرے گھر والوں کی طرف سے تو ان شاء اللہ ایک ایک فرد کو چار چار قربانیاں دینے کا ثواب ملے گا۔

(۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک بکرے اور گائے اور اونٹ میں کتنے حصے کئے جاسکتے ہیں؟

جواب: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بکرے میں تین حصے ہوتے ہیں، یہ بات بالکل غلط ہے، جبکہ بکرے میں ایک ہی حصہ ہوتا ہے یعنی ایک بکرے میں ایک ہی قربانی ہوسکتی ہے، لیکن گائے میں سات حصے ہوسکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ ایک گائے میں سات لوگوں یا خاندانوں کی قربانی

کی جا سکتی ہے، اور اونٹ میں بھی سات لوگ حصہ دار بن سکتے ہیں، یعنی ایک اونٹ میں سات خاندان والے حصہ دار ہو سکتے ہیں۔

(۳) تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا قربانی کرنے والا ہی یکم ذی الحجہ سے ۱۰/ ذی الحجہ تک بال یا ناخن نہ کاٹے، یعنی قربانی کے بعد ہی کاٹ سکتا ہے یا یہ عمل خاندان کے دیگر افراد بھی کر سکتے ہیں؟

جواب: جو آدمی کمانے والا اور گھر کا نگراں ہوتا ہے وہیں انویسٹر (Investor) ہوتا ہے۔ تو یکم ذی الحجہ تا10 ذی الحجہ ساری پابندیاں اُسی پر عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس نے یہ نیت کی ہے کہ وہ سارے خاندان کی طرف سے قربانی کرے گا کیونکہ حدیث میں یہ ہے:

عَنْ ام سلمة ترفعه، قال: ''اذا دخل العشر وعنده اضحية يريد ان يضحى، فلا ياخذن شعرا ولا يقلمن ظفرا''

سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ذی الحجہ کا عشرہ آجائے اور قربانی موجود ہو جس کو وہ قربان کرنا چاہے تو بال نہ کتروائے نہ ناخن تراشے۔''

صحیح مسلم/ قربانی کے احکام ومسائل/ باب: جو شخص قربانی والا ہو وہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے قربانی تک بال اور ناخن نہ کتروائے۔ حدیث نمبر: 1977، سنن ترمذی: 1523، سنن ابی داؤد/ الضحایا 3 (2791)، سنن النسائی/ الضحایا 1 (4367)، سنن ابن ماجہ/ الاضاحی 11 (3149)، (تحفۃ الاشراف: 18152)، ومسند احمد (289/6، 301، 311)، سنن الدارمی/ الاضاحی 2 (1990)۔

اور حدیث میں یہ نہیں کہ ''یضحی عنه'' کہ جس کی طرف سے قربانی دی جا رہی ہے ان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے بال اور ناخن نہ نکالیں، صرف وہ آدمی جو قربانی دینے والا ہو اُسی پر یہ ساری پابندیاں ہیں اور بعض لوگ یہ حدیث بیان کرتے ہیں جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ اپنے بال و ناخن نہ نکالے اور عید کی نماز کے بعد اسکو نکالے تو اس حدیث کو علماء کرام نے ضعیف کہا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيدًا جَعَلَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ، قَالَ الرَّجُلُ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا اُضْحِيَّةً اُنْثٰى، اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ:

لَا، وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اضحیٰ کے دن (دسویں ذی الحجہ کو) مجھے عید منانے کا حکم دیا گیا ہے جسے اللہ عزوجل نے اس اُمت کے لیے مقرر ومتعین فرمایا ہے۔'' ایک شخص کہنے لگا: بتایئے اگر میں بجز مادہ اونٹنی یا بکری کے کوئی اور چیز نہ پاؤں تو کیا اسی کی قربانی کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے بال کترلو، ناخن تراش لو، مونچھ کترلو، اور زیرناف کے بال لے لو، اللہ عزوجل کے نزدیک (ثواب میں) بس یہی تمہاری پوری قربانی ہے۔''

سنن ابی داوٗد/ باب: قربانی کے مسائل/ باب: قربانی کے وجوب کا بیان۔ حدیث نمبر 2789، سنن النسائی/ الضحایا1 (4370)، (تحفۃ الاشراف: 8909)، مسند احمد (2/169) (شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث عیسیٰ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، جبکہ عیسیٰ بہ تحقیق ابن حجر صدوق ہیں، نیز ملاحظہ ہو: ضعیف ابی داوٗد: 370,2) نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے تخریج مشکاۃ المصابیح: 1424 میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں عیسیٰ بن ہلال الصدفی ہے اور وہ مجہول ہے۔

(۴) چوتھا سوال قربانی کے لئے قرض لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس معاملے میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر آدمی کو یہ معلوم ہو کہ قرض لیا جائے تو بڑی آسانی سے ادا کیا جاسکتا ہے، اور کچھ دنوں میں مال آجائے گا اور اگر وہ مرجائے تو اس کے گھر والے بآسانی ادا کرسکتے ہیں تو ایسے آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ قرض لے کر قربانی کرے، مثال کے طور پر کسی کی تنخواہ تاخیر سے ملتی ہے یعنی قربانی کی تاریخ کے بعد موصول ہوتی ہے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ قرض لے کر قربانی کرے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے سوال کیا گیا، اگر کوئی شخص قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کیا وہ قرض لے سکتا ہے؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

”اگر تو وہ قرض ادا کر سکتا ہو تو قرض حاصل کر کے قربانی کرے تو یہ بہتر اور اچھا ہے، لیکن اس کے لیے ایسا کرنا واجب اور ضروری نہیں۔“ انتہی۔

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (305/26)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

کیا استطاعت نہ رکھنے والے شخص پر قربانی کرنی واجب ہے، اور کیا تنخواہ کی وجہ سے وہ قربانی کرنے کے لیے قرض حاصل کر سکتا ہے؟

شیخ کا جواب تھا:

”قربانی کرنا سنّت ہے واجب نہیں۔ مسلمان شخص کو اگر علم ہو کہ وہ قرض کی ادائیگی کی استطاعت رکھتا ہے، تو قربانی کے لیے قرض لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“ انتہی۔

دیکھیں: فتاوی ابن باز (37/1)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا: اگر اس شخص کو قرض ادائیگی نہ ہونے کا خدشہ ہو کہ یا پھر کاروبار میں لگا ہوا پیسہ مل سکتا بھی ہے اور نہیں بھی تو ایسی صورت میں وہ غلو سے کام نہ لے بلکہ خاموش رہے اور قربانی نہ کرے، ورنہ اگر وہ قرض لے کر مر جائے تو ایسی صورت میں بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

(۵) پانچواں سوال ہے کہ قربانی کے وقت کا آغاز واختتام کب ہوگا؟

جواب: قربانی کے وقت کے بارے میں تفصیل گزر چکی ہے، لیکن مختصر یہ کہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ تک قربانی کی جاسکتی ہے، لیکن جو عید کی نماز سے پہلے قربانی دے دے تو اُس کی عام قربانی شمار کی جائے گی، وہ عیدالاضحیٰ والی قربانی نہ ہوگی۔

(٦) چھٹا سوال ہے کہ کیا کسی جانور کا کان تھوڑا سا کٹا ہوا ہو یا سینگ اوپر کی جانب سے تھوڑی ٹوٹی ہوئی ہو تو کیا ایسے جانور کی قربانی دی جاسکتی ہے؟

جواب: جس جانور کا عیب ایسا ہو جو ظاہر نہ ہو یعنی غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہو جیسے کان تھوڑا کٹا ہوا ہے یا سینگ تھوڑی ٹوٹی ہوئی ہے جو عیب عام طور سے ظاہر نہیں ہوتا ہو تو اس قسم کے معمولی عیب کی موجودگی میں کوئی حرج نہیں، ایسے جانوروں کی قربانی دی جاسکتی ہے، اور بسا اوقات

جانوروں کے کاروباری عموماً جانوروں کی پہچان کے لیے ان کے کان کی طرف یا پیٹھ پر یا ران پر داغ دیتے ہیں، اور اسی طریقے سے پہچان کے لیے کان میں چھوٹے چھوٹے سوراخ بناتے ہیں تو اس قسم کے معمولی عیوب میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایسے جانور کی قربانی دی جا سکتی ہے اور اسی کے بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بتایا کہ کان وغیرہ میں چھوٹے موٹے سوراخ سے کوئی عیب ظاہر نہیں ہوتا اور یہ عیب شمار نہیں ہوگا، لیکن آدھا کان کٹ چکا ہو اور کٹ کر لٹک رہا ہو یا غائب ہو تو یہ عیب ہر ایک کی نظر میں عیب لگتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی نہیں ہوگی۔

(۷) ساتواں سوال یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کی تقسیم کیسے کی جانی چاہئے؟

جواب: قربانی کے گوشت کی تقسیم کے سلسلہ میں بہت غلو پایا جاتا ہے اور بعض حضرات اس کو واجب سمجھتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ گوشت کے تین حصے بنائے جائیں ایک حصہ غرباء اور مساکین میں اور دوسرا حصہ رشتہ داروں اور احباب میں اور تیسرا حصہ گھر میں رکھ لیں تو اس فکر کے پیش نظر لوگ جانور کی ہر چیز کے تین حصے کرتے ہیں جیسے کلیجی، دِل اور گودے، تو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کوئی ضروری تقسیم نہیں بلکہ مستحبات میں سے ہے، کیونکہ جس کام سے پہلے روکا گیا اور پھر دوبارہ اس کی اجازت دے دی جائے تو اس حکم کی نوعیت مستحب ومباح کی ہوتی ہے۔ جیسے نبی اکرم ﷺ نے شروع میں قربانی کا تمام گوشت کھانے اور باقی نہ رکھتے ہوئے صدقہ کر دینے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ سال قحط سالی کا تھا مگر بعد میں لوگوں کے اندر مالی فراوانی آ گئی تو نبی اکرم ﷺ نے جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کی بھی اجازت دی ہے، اور قرآن میں جو آیا ہے:

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (سورۃ الحج:82)

''پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔''

اس آیت سے ابن عثیمین رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ:

گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا واجبات میں سے نہیں بلکہ مستحبات میں سے ہے کہ آدمی خود کھائے اور رشتہ داروں کو بھی دِیا کرے اور اسی طرح غریبوں کو بھی دے، لیکن اگر وہ پورے کا پورا کھالیتا ہے یا پھر تمام کا تمام ذخیرہ کر لیتا یا پھر پورے کا پورا صدقہ کر دیتا ہے تو کوئی گناہ نہ ہوگا، لیکن بھلا اور اچھا طریقہ یہ ہے کہ آدمی خود نہ پورے کا پورا کھا جائے بلکہ سب کا خیال کرے کیوں

کہ رشتہ داریاں بڑھانے ،نفرتوں کوختم کرنے اورغریبوں کی دُعائیں لینے کا یہ اچھا ذریعہ ہے، اگر آپ غریبوں پر رحم کریں گے اور رشتہ داریوں کا خیال رکھیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ پر رحم کرے گا، تو گوشت کو تقسیم کرنے کے پیچھے کیا حکمت ہے؟ تو اِس کے جواب میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ:

جب بندہ قربانی کا گوشت کھاتا ہے تو اللہ کو اس امر سے خوشی ہوتی ہے کہ اس کا بندہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ (سورۃ الاعراف:31) ''اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔'' پر عمل کرے، اور جب وہ صدقہ کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ اُمید لگاتا ہے اس کو ثواب ملے گا اور اس طرح وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جڑ جاتا ہے، اور جب وہ رشتہ داروں میں تقسیم کرتا ہے تو ان میں محبتیں بڑھتی ہیں اور رشتہ داریاں مضبوط ہوتی ہیں، اور یہ بھی ایک بہت بڑا ثواب کا باعث بنتا ہے جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: ''تَهَادُوا تَحَابُّوا''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں تحفے لیا دِیا کرو، اس سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''اَلادب المفرد'' میں 594 اور ابو یعلی نے 6148 میں اِس حدیث کو حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور بیہقی نے 280/6 میں اور دولابی نے الکنی: 842 میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع: 3004 میں حسن قرار دیا، نیز ملاحظہ فرمائیں الارواء: 1601۔

اور نبی اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ نبی اکرم ﷺ تحفہ دیا اور لیا کرتے تھے:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ''كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے، اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔

سنن ابی داوٗد/ کتاب: دیتوں کا بیان/ باب: آدمی نے کسی کو زہر پلایا یا کھلا دیا اور وہ مر گیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں ؟ حدیث نمبر :4512، تحفۃ الاشراف : 15025، مسند احمد (2/359)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ گوشت تقسیم کیا جائے تو پکا کر کیا جائے یا کچا ہی تقسیم کیا جائے، اس کے جواب میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا کہ: گوشت کو کچا تقسیم کرنا ہی سنّت اور صحیح ہے۔ اسی طرح ایک سوال یہ آتا ہے کہ کب تک تقسیم کیا جانا چاہئے؟ شیخ نے کہا کہ اگر قربانی کے دن ختم ہوجائیں تب بھی گوشت کو تقسیم کئے جانے میں حرج نہیں ہے۔ اور یہ سوال کہ کتنی مقدار تقسیم کرنا چاہئے تو اس میں بھی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔

(۸) اہم سوال یہ ہے کہ مرحوم کی طرف سے قربانی دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس سلسلہ میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ چونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جو خاص اوقات میں خاص چیزوں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور قربانی ایک عبادتِ محضہ ہے جس کو ہم ایسے ہی بجالائیں گے جیسے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے کیا ہے اور ہم اس میں کوئی کمی بیشی اور بدلاؤ نہیں لاسکتے، تو تمام عہد نبوت اور عہد صحابہ میں کوئی ایک ایسی دلیل نہیں ملتی کہ جس سے ہم کو یہ معلوم ہو کہ کبھی نبی اکرم ﷺ یا صحابہ نے کسی میّت کی طرف سے قربانی کی ہو، لیکن نبی اکرم ﷺ کے ایک عمل سے جو بات ثابت ہوتی ہے کہ زندوں کے ساتھ مُردوں کو بھی ملایا جائے جیسے کہ نبی اکرم ﷺ قربانی کرتے وقت یہ کہتے تھے کہ: ”یہ میرے اور میرے گھر والوں کی طرف اور میری اُمت کے ان افراد کی طرف سے جنھوں نے قربانی نہیں دی۔“

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ” شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَضْحَى بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ عَنْ مِنْبَرِهِ، فَأُتِيَ، بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، وَقَالَ بِسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي“

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ختم کر چکے تو منبر سے نیچے اُترے، پھر ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، اور (ذبح کرتے وقت) یہ کلمات کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ

”یہ میرے اور میرے گھر والوں کی طرف اور میری اُمت
کے ان افراد کی طرف سے جنھوں نے قربانی نہیں دی۔“

سنن ترمذی، کتاب: قربانی کے احکام و مسائل، قربانی سے متعلق ایک اور باب۔ حدیث نمبر: 1521، سن ابی داوُد/ الضحایا8 (2810)، سنن ابن ماجہ/ الاضاحی1 (3121)، (تحفۃ الاشراف: 3099)، مسند احمد (362.3/356)، سنن الدارمی/ الاضاحی1 (1989)، راوی ”مطلب“ کے ”سیّدنا جابر“ رضی اللہ عنہ سے سماع میں اختلاف ہے، مگر شواہد و متابعات کی بناء پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ الارواء 1138، وتراجع الالبانی 580)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الارواء (1138)، صحیح ابی داوُد (2501) اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں بعض مرحوم ہو چکے تھے اور بعض باحیات تھے جیسے اُم المومنین سیّد خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وفات پا چکے تھے اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد رشتہ دار وفات پا چکے تھے، اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کسی کے حق میں کوئی مستقل قربانی نہیں فرمائی، اور نہ ہی صحابہ کرام کی جانب سے کوئی ایسا عمل ثابت ہے، اگر جائز ہوتا تو صحابہ کرام ہم سے پہلے اس پر عمل کر چکے ہوتے۔

اور دوسری بات ”اور میری اُمت کے ان افراد کی طرف سے جنھوں نے قربانی نہیں دی۔“ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض صحابہ اس وقت وفات پا چکے تھے، تو یہ وفات پانے والے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں میں سے تھے، اس حدیث سے جو معنیٰ نکل سکتا ہے وہ یہ کہ زندوں کی

قربانی کے ساتھ ساتھ مُردوں کو جمع کرلیا جائے، جیسے آپ اگر قربانی دے رہے ہیں اور آپ کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے تو آپ ان کو بھی اپنی قربانی کے ساتھ شامل کر سکتے ہیں، کیونکہ والدین کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ ”تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے والد کے ہیں۔“

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي، فَقَالَ: ”أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ“

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول! میرے پاس مال اور اولاد دونوں ہیں، اور میرے والد میرا مال ختم کرنا چاہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے والد کے ہیں۔“

سنن ابن ماجہ/ کتاب: تجارت کے احکام و مسائل/ باب: اولاد کے مال میں والدین کے حق کا بیان۔ حدیث نمبر: 2291، تحفۃ الاشراف: 3093، ومصباح الزجاجۃ: 805، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

ایک سوال یہ آتا ہے کہ اگر کسی نے اپنی قربانی میں مُردوں کو بھی شامل کرلیا تو اس قربانی کا گوشت کھایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں مُردوں کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضرور آپ اس کا گوشت کھا سکتے ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”میری اُمت کے ان افراد کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہیں دی“ دُعا پڑھتے ہوئے قربانی فرمائی تو یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قربانی کا گوشت نہیں کھایا یا نہ کھانے کا کوئی حکم دیا ہو لیکن اگر کوئی صدقہ کے طور پر قربانی دے رہا ہے، یعنی صدقے کے پیسوں سے جانور ذبح کر رہا ہو اور اس کا گوشت غریبوں میں کھلا دیتا ہے تو یہ صدقہ ہوگا، قربانی نہیں اور اس کی نیت عام صدقہ کی ہوگی اور قربانی کے دنوں میں دی جانے والی قربانی بالکل الگ ہے، اور جو جانور صدقہ کی نیت سے ذبح کیا جائے گا وہ تو سال بھر میں کبھی بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ میّت تک ایصالِ ثواب کا ذریعہ بننے والے کچھ مستثنیٰ اعمال ہیں جیسے حج، عمرہ، واجب روزہ اور دُعا۔ اس مالی

صدقے کے تعلق سے شیخ البانی رحمہ اللہ کا جو موقف ہے وہ یہ ہے کہ مالی صدقہ کے لیے صرف بچوں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے ادا کر سکتے ہیں، کیونکہ بچے اپنے ماں باپ کی محنتوں کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں، اس وجہ سے صرف ماں باپ کی حد تک بچوں کو اجازت ہے لیکن دوسروں کی طرف سے مالی صدقہ جائز نہیں ہے مثلاً اگر رشتہ دار میں سے کسی کی وفات ہو جائے جیسے پھوپھو، چچا یا اور کوئی رشتہ دار تو ان کی طرف سے ایصالِ ثواب کے طور پر مالی عبادت جائزہ نہیں ہے، جب کہ دیگر علمائے کرام نے مالی عبادت میں ایصالِ ثواب کو والدین کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کے لئے جائز قرار دیا ہے لیکن احتیاط کریں کہ عبادت محضہ یعنی خالص عبادت کی قبیل سے تعلق رکھنے والے اُمور میں دوسری عبادات پر قیاس نہ کیا جائے۔

(۹) مسلمانوں میں ایک مسئلہ بہت عام ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی دی جاسکتی ہے؟

جیسے کہ بعض لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے بھی قربانی دیتے ہیں، تو اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے اعمال کی ضرورت نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم عن الخطا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخشے ہونے کی گواہی دے دی ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی قربانی دینا جائز نہیں ہے، اگر آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھیں، لیکن بعض لوگ یہ دلیل لیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت میں آپ کو دلیل نہیں ملتی، اور بعض لوگ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے دلیل لیتے ہیں جبکہ وہ پرلے درجے کی ضعیف روایت ہے:

عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عَلِيٍّ " أَنَّهُ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ"، فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: أَمَرَنِي بِهِ يَعْنِي: النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا

حنش سے روایت ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے، ایک نبی اکرم

ﷺ کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے، تو ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے اس کا حکم نبی اکرم ﷺ نے دیا ہے، لہٰذا میں اس کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

سنن ترمذی/ کتاب: قربانی کے احکام ومسائل/ باب: میّت کی طرف سے قربانی کا بیان۔ حدیث نمبر 1495، سنن ابی داوٗد/ الاضاحی 2(2790)، (تحفۃ الاشراف: (10082)، اس حدیث کی سند میں ''شریک'' حافظے کے کمزور ہیں، اور ابوالحسنائی ''مجہول'' نیز ''حنش'' کے بارے میں بھی سخت اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الترمذی: 1495 میں اور شیخ عبدالرحمٰن مُبارکپوری رحمہ اللہ نے ''تحفۃ الاحوذی'': 4/433 میں اِس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا۔ نیز کسی صحابی سے ایسا عمل ثابت نہیں ہے اور جو ثابت ہے وہ ضعیف روایات پر مبنی ہیں۔ لہٰذا ان تمام سے بچنا چاہیے۔ اور عید کے موقع پر کسی بدعت کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس موقع پر بھی نبی اکرم ﷺ کے طریقے کو اپنانا ہوگا اور یہی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حقیقی محبت اور آپ ﷺ کی عزت کرنے کی دلیل ہے۔ بعض لوگ قربانی کی جگہ رقم صدقہ کرتے ہیں، اس معاملہ میں علمائے کرام کی جانب سے سخت قسم کی تنبیہات ہیں کہ ایسا کرنا ہرگز بالکل جائز نہیں ہے، اگر آپ صدقہ ہی کرنا چاہتے ہیں تو نفلی صدقہ کریں۔

(۱۰) اور ایک سوال یہ ہے کہ قربانی کہاں دی جائے؟

جواب: آپ جہاں رہتے ہیں وہیں آپ کو قربانی دینی چاہیے، مثلاً اگر آپ ہندوستان میں ہیں تو آپ اپنے ملک اور شہر اور اپنے محلے میں ہی کریں لیکن بعض لوگ مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور وہاں کے قوانین کے مطابق وہ وہاں قربانی نہیں کر سکتے، تو ایسی صورت میں دوسرے ممالک میں بھی قربانی کروا سکتے ہیں، اور حاجیوں کے ہدی کے جانوروں کے مسائل بالکل جداگانہ ہیں، نیز دیگر بعض مسائل میں حاجیوں کے مسائل الگ ہوتے ہیں۔

(۱۱) قربانی کے جانوروں یعنی بکرا یا گائے اور اونٹ میں سے کون سا جانور قربان کرنا افضل ہے؟

جواب: شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ غنم بکرا افضل ہے اور شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی زیادہ تر سنّت بکرا ذبح کرنے کی ہے تو بکرا ذبح کرنا افضل ہے۔

(۱۲) اور چند باریک مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جانوروں کے بعض حصے کھانے کو روک دیتے ہیں جیسے جانور کے خصیات (کپورے) ہیں یا پیشاب کی تھیلی یا بوٹی وغیرہ ہے تو اس میں کوئی بھی شرعی ممانعت نہیں ہے اگر سائنٹفک اعتبار سے کوئی چیز صحت کے لئے مضر ہے تو وہ صحت کی خرابی سے بچنے کے لیے نہ کھائے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن حلال کا مطلب صرف کھانا ہی نہیں بلکہ استعمال بھی کرنا مقصود ہوتا ہے، جیسے سینگ اور چمڑا ہے جس کو کھایا تو نہیں جاسکتا لیکن اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۱۳) ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگ قربانی کے بعد جانور کا چمڑا قصاب کو دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تمہاری اجرت ہے تو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب آپ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جانور قربان کر دیا تو اس کی کسی چیز کو فروخت کرتے ہوئے استفادہ نہیں کیا جاسکتا، اگر آپ نے قصاب کی اُجرت کی جگہ اس قربانی کے جانور کا چمڑا دے دیا تو گویا آپ نے اس کا استفادہ کیا ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱۴) جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا کہ قربانی کرنے والے پر یکم ذی الحجہ سے 10 ذی الحجہ تک بال اور ناخن نکالنا منع ہے تو اگر کسی نے کاٹ لیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ توبہ ہے، نیز اس باب میں مروی احادیث موقوف یعنی صحابہ کے اقوال ہیں، تو اس معاملہ میں اتنی سختی نہیں برتنی چاہئے، حالانکہ احادیث کے الفاظ میں تاکید پائی جاتی ہے، لیکن موقوف ہونے کی وجہ سے اس میں اتنی شدت نہیں برتی جائے گی، اگر اس نے جان بوجھ کر کاٹ لیا ہے تو توبہ کرلے اور اگر انجانے میں کاٹ لیا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، بلکہ یہاں تک بھی فتوے پائے جاتے ہیں کہ کسی کے بال یا ناخن بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور اس کو ذی الحجہ کا پتہ نہیں چلا ہے اور وہ ذی الحجہ کے مہینہ میں داخل ہو گیا ہے تو وہ کاٹ سکتا ہے، لیکن جب حدیث وارد ہے تو اس کا احترام اور اہتمام کرنا چاہئے اور اپنے بالوں اور ناخنوں کو یکم ذی الحجہ سے پہلے کاٹ لینا چاہئے اور دس دن تک اس امر سے باز رہنا چاہئے۔

(۱۵) ایک مسئلہ یہ ہے کہ آیا قربانی کا گوشت غیر مسلم برادرانِ وطن کو دیا جاسکتا ہے؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ جو غیر مسلم معاہد (جو مسلم ممالک میں اگریمینٹ کے ساتھ رہتے ہیں)

اور مستامن (جو معصوم اور امن پسند ہیں) ہیں تو ان کو دیا جا سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

”جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ (سورۃ الممتحنۃ:۸)

اس آیت سے علمائے کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو دیا جا سکتا ہے، اور صحابہ کرام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کو قربانی کا گوشت دیا کرتے تھے۔

(۱۶) ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے قربانی کا جانور لیا اور گھر لانے کے بعد وہ مر گیا تو کیا اس کو پھر سے جانور لے کر قربانی کرنا پڑے گی؟

علمائے کرام نے کہا کہ اگر استطاعت ہو تو ایک اور جانور لا کر قربانی کرلے، اس ضمن میں ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر جانور کے مرنے میں قربانی کرنے والا ذمہ دار ہو جیسے اس کا خیال صحیح طریقے سے نہیں رکھا کہ بکرا کہیں گر کر یا گلے میں رسی پھنسا کر یا پھر بھوک یا پھر ایسا کچھ کھلا دیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا، اگر ان جیسی وجوہات سے جانور مر جاتا ہو، الغرض اس کے مرنے میں قربانی کرنیوالے آدمی کی لاپرواہی کا دخل ہو تو اس کو چاہئے کہ پھر سے قربانی کا جانور خریدتے ہوئے قربانی کا اہتمام کرے، اور اگر جانور کے مرنے میں وہ آدمی ذمہ دار نہ ہو بلکہ کسی اور حادثے کے سبب وہ مر جاتا ہے تو اس پر مزید جانور کی خریدی کے ساتھ قربانی کرنا ضروری نہیں بلکہ معاف ہوگا۔

(۱۷) ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ جانور کسی اور کا ہے اور ذبح کوئی اور کر رہا ہے تو ایسا کر سکتا ہے یا نہیں؟

تو یہ کیا جا سکتا ہے مگر ذبح کرتے وقت ذبح کرنے والے کو قربانی دینے والے کا نام لینا چاہئے، بسم اللہ کہہ کر اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فلان واھل بیتہ کہہ دیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ! تو یہ قربانی فلاح اور فلاح کے گھر والوں کی جانب سے قبول فرما اور اگر ذبح کرنے والا قربانی دینے والے کا نام نہ لے جیسا کہ عموماً بڑے جانوروں کے ذبح کے وقت ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا

ہے کہ ذبح کرنے والے کے ایک ہاتھ میں چھرا اور ایک ہاتھ میں ناموں کی پرچی ہوتی ہے اور وہ جانور کو ذبح کرتے ہوئے پرچی کے نام پڑھتا جاتا ہے اور ناموں کی لمبی فہرست ہونے کی وجہ سے تمام نام پڑھنے تک جانور کو تکلیف واذیت میں رکھا جاتا ہے، ایسا بالکل نہیں ہونا چاہئے بلکہ اِتنا کافی ہوگا کہ ذبح سے پہلے ہی تمام نام پڑھ لیں اور پھر بِسْمِ اللهِ : اَللهُ اَکْبَرُ کے ساتھ ذبح کردیں، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا کہ نیت کافی ہے اور قربانی کرنے والے تمام افراد کے نام لینا ضروری نہیں ہے، ذبح کرتے ہوئے دِل میں اس طرح کی نیت کرے کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو جانتا ہے کہ کون کون اس میں حصہ لے رہے ہیں، اس لئے جانور ذبح کرتے وقت : بِسْمِ اللهِ : اَللهُ اَکْبَرُ کہنا کافی ہے، اگر کوئی بھول جائے تو شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ نے کہا کہ امام بخاری کے فتوے کے مطابق وہ گوشت حلال ہے حرام نہیں ہے۔

(۱۸) کیا خاتون ذبح کرسکتی ہے؟

خاتون بھی ذبح کرسکتی ہے، تاہم ایسی خاتون ذبح کرے جو طاقتور اور ہمت والی ہو۔

(۱۹) بعض مسائل جیسے کیا مکہ اور مدینہ میں اپنی قربانی دی جاسکتی ہے، یا پھر اپنی قربانی کرنے کے لیے کسی کو اپنی طرف سے وکیل بنایا جاسکتا ہے تو یہ سب بھی جائز ہے اسی طریقے سے کباب یا دیگر دوسری شکلوں میں گوشت محفوظ کیا جاسکتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔

(۲۰) قربانی کرنے والا مال بچانے کیلئے گوشت یا چمڑا یا اس کی کوئی چیز بیچ نہیں سکتا کیونکہ جب آپ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قربانی دے دی تو اس میں رجوع نہیں کرنا چاہئے۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ سب کو قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں اتباع سنّت کرتے ہوئے اپنی قربانی اور اپنی ساری عبادتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بنعمته تتم الصالحات

نوٹ: خیال رہے کہ درج بالا مضمون فضیلۃ الشیخ ارشد بشیر عمری مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ کے آڈیو بیان کی تحریری شکل ہے۔

مَسلکِ اہلِ حدیث کا اِمتیاز

- اس مسلک میں اعتدال کا ایک حُسن ہے۔
- یہاں بے داغ اور بے لچک توحید ہے۔
- یہاں ضابطہ حیات اُسوۂ رسول ہے۔
- یہاں صحابہ کرامؓ سے بے پناہ محبت بھی ہے، اور اہل بیت سے والہانہ عقیدت بھی۔
- یہاں ائمہ کرام اور اولیاء عظام کی غایت درجہ تعظیم تکریم بھی ہے۔
- یہاں حدیث صحیح کو ائمہ کرام کے اقوال پر ترجیح دینے کا ذوق بھی ہے اور فقہاء کرام کے مساعیٔ جمیلہ کا حُسنِ اعتراف بھی۔
- یہاں احکامِ شریعت کا اِلتزام بھی ہے اور تزکیۂ نفس کا شغف بھی۔

تعاوُن کی اپیل

کسی بھی تنظیم کے اہداف ومقاصد کی تکمیل وتنفیذ میں مالیہ کا اہم رول ہوتا ہے۔ صوبے میں وسائل کی قلت اور مسائل کی کثرت (بھرمار) ہے۔ مالیہ کی کمزوری کی وجہ سے چاہنے کے باوجود کئی محاذوں پر اب تک کام شروع نہیں کئے جاسکے ہیں۔ صوبائی جمعیت کی آمدنی کا واحد مستقل ذریعہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ وصدقات اور عطیات ہی ہیں، اور اس کی آمدنی بھی محدود ہے۔ کارکنان کی تنخواہ، دیہی علاقوں میں ائمہ مساجد کی تنخواہ جو ایک مستقل مسئلہ ہے۔ وقتاً فوقتاً اہم دعوتی وتربیتی پروگراموں کا انعقاد۔ یہ ایسے مسائل ہیں جن کو بعد کے لئے نہیں ٹالا جاسکتا صوبائی جمعیت کو مزید متحرک وفعال کرنے کیلئے افراد جماعت کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES MAHARASHTRA

Name : SUBAI JAMIAT AHLE HADEES
A/C No. : 97550100024403
IFSC : BARB0DBMLCT
Bank : BANK OF BARODA , TILAK ROAD.
Branch : MALEGAON BRANCH